مسلمان اپنے آپسی تنازعات

دارُ القضَاء

سے حل کروائیں

سِلسلہ نمبر: 190

/AIMPLB_Official

All India Muslim Personal Law Board
آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
سوشل میڈیا ڈیسک
SOCIAL MEDIA DESK

خطاب جمعہ

15 ستمبر 2023

خطاب جمعہ: ۱۵ ستمبر ۲۰۲۳ء

مسلمان اپنے آپسی تنازعات دار القضاء سے حل کروائیں

اَلْحَمْدُ للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبۃ اجمعین امّا بعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم إنما كان قول المؤمنين إذا دعوا إلى الله ورسوله ليحكم بينهم إن يقولوا سمعنا واطعنا واولئك هم المفلحون (سورۂ نور۔ ۵۱)

سماجی زندگی میں انسان دو طرح کے حالات سے گزرتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی۔ انفرادی زندگی سے کہیں زیادہ اس کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہوتا ہے؛ بلکہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ وہ اسی اجتماعیت سے وابستہ رہتا ہے؛ چوں کہ قدرت نے انسان کی فطرت اور مزاج میں تلون رکھا ہے؛ اس لیے انسان کی زندگی میں اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ یہ اختلاف بعض دفعہ نزاع کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور دو انسان آپس میں دست و گریبان تک ہوجاتے ہیں۔ یہ صورت حال ایک شریف آدمی کے مزاج کے خلاف ہے، اس صورتِ حال کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کے اختلافات کو ختم کرنے کے لیے کسی تیسری چیز کو معیار اور صواب و خطا کے لیے میزان بنانا پڑے گا؛ اسی لیے دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب میں باہمی اختلافات سے نمٹنے اور مسائل کو حل کر نے کے لیے کسی نہ کسی شکل میں قانون موجود رہا ہے؛ چنانچہ شریعتِ محمدی میں بھی ہر قسم کے اختلافات سے نمٹنے کے لیے ایک مضبوط اور پائیدار قانون موجود ہے، جس سے انسان آسانی سے اپنے تنازعات کو حل کر سکتا ہے۔ اس کام کو جو انجام دے اسے قاضی کہتے ہیں اور وہ جگہ جہاں باہمی تنازعات میں اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ دیا جائے اسے دار القضاء یا شرعی عدالت کہتے ہیں۔

اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ کرنا انبیاء کرام، اہل اللہ اور علماء کا شعار رہا ہے، اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کے محافظ تھے۔

إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون الذين أسلموا للذين هادوا والربانيون والأحبار بما

ہم نے نازل کی توریت کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس کے مطابق حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے یہود کو، اور حکم کرتے تھے اہل اللہ اور

استحفظوا من كتاب الله وكانوا عليه شهداء. فلا تخشوا الناس واخشون۔ (مائدہ۔ ۴۴)

علماء اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے، سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو۔

سیدنا داؤد علیہ السلام کو اس کا حکم دیا گیا۔

یاداؤد إنا جعلناك خليفة فى الأرض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضللك عن سبيل الله (سورہ ص۔ ۲۶)

اے داؤد! ہم نے بنایا تجھے نائب ملک میں، پس فیصلہ کر لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ اور نہ چل خواہش نفس پر کہ وہ تجھکو بھٹکا دے اللہ کے راستے سے۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا گیا کہ لوگوں کے باہمی نزاعات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے قانون

کے ذریعہ کریں۔

وأنزلنا إليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه فاحكم بينهم بما أنزل الله ولا تتبع اهواء هم عما جاءك من الحق (مائدہ۔۴۸)

اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب سچی، تصدیق کرنے والی سابق کتابوں کی، اور ان کے مضامین پر نگہبان سو تو حکم کر ان کے درمیان، موافق اس کے۔ جو کہ اتارا اللہ نے، اور ان کی خواہشات پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا۔

مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کریں اور اپنے باہمی نزاعات کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹائیں، اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان کا یہی تقاضا ہے اور اسی میں خیر اور انجام کی خوبی ہے۔

يا أيها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر منكم فإن تنازعتم فی شیء فردوه إلى الله والرسول إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير وأحسن تاويلا (نساء۔۵۹)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑا پڑے تم میں کسی امر میں تو اس کو لوٹاؤ اللہ اور رسول کی طرف، اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے، اور بہت بہتر ہے اس کام کا انجام۔

حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی شریعت کی اتباع کی جائے اور دوسروں کی خواہشات کی پیروی نہ کی جائے۔

ثم جعلناك على شريعة من الأمر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذين لا يعلمون (سورۃ الجاثیہ۔۱۸)

پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک راستہ پر دین کے کام کے سو تو اسی پر چل اور مت چل نادانوں کی خواہشوں پر۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں انسانی مزاج اور فطرت کو بتاتے ہوئے کہیں پر فرمایا کہ انسان تمام مخلوق میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے، تو کہیں فرمایا کہ وہ ظالم وجاہل ہے، تو کہیں فرمایا کہ انسان جلد باز ہے یعنی اللہ تبارک وتعالی نے انسان کی فطرت میں ہی جھگڑا رکھا ہے، لہذا کسی معاشرہ اور سماج میں اختلاف و جھگڑے ہونا ایمان کے خلاف نہیں ہے یہ انسانی فطرت کا تقاضہ ہے، البتہ اختلاف و جھگڑوں کو حل کیسے کریں اور کس سے حل کرائیں تو اس سلسلہ میں ایمان کا مطالبہ وتقاضہ بالکل واضح ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے: فان تنازعتم فی شئی فردوه الى الله و الرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذالك خير و احسن تاويلا (سورۂ نساء۔۵۹) پھر اگر کسی بات میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اگر اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس بات کو اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پیش کرو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔

قرآن کریم میں اپنے اختلافات و جھگڑوں کو شریعت کے مطابق حل کرنے اور شرعی فیصلہ کرانے کی متعدد مقامات پر تاکید کی گئی ہے اور اکثر مقامات پر اپنے جھگڑوں کو شریعت کے مطابق حل کرنے وکرانے کو اللہ تعالی نے ایمان کی شرط اور ایمان کا جز قرار دیا ہے، اللہ تعالی کی اتاری ہوئی شریعت کو فیصلہ کی بنیاد نہ بنانا سخت وعید کا موجب ہے، اس طریقہ کو قرآن نے کہیں کفر، کہیں ظلم اور کہیں فسق سے تعبیر کیا ہے، لہذا یہ ایمانی تقاضہ ہے کہ مسلمان اپنے اختلافات و جھگڑوں کو دار القضاء میں لے جائیں اور شرعی فیصلہ حاصل کریں اور پھر جو فیصلہ دار القضاء کا آجائے اس کو بلا چوں و چرا کے تسلیم کر لے کیوں کہ ارشاد باری ہے کہ جب مسلمانوں کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلوں کی طرف بلایا جائے تو ان کا طریقہ بس یہی ہونا چاہئے کہ سمع وطاعت کا اظہار کریں اور اس پر عمل کریں یہی ان کے لئے فلاح کا راستہ ہے۔

إما كان قول المؤمنين إذا دعوا إلى الله ورسوله ليحكم بينهم إن يقولوا سمعنا واطعنا واولئك هم المفلحون (سورۂ نور۔۵۱)

ایمان والوں کی بات یہی ہے کہ جب بلایئے ان کو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان کے درمیان تو کہیں کہ ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور یہی لوگ فلاح والے ہیں۔

ایک طرف ایمان کا دعویٰ اور دوسری طرف اللہ ورسول کے قوانین سے گریز کی قرآن نے سخت مذمت کی ہے۔

ألم تر الى الذين يزعمون أنهم آمنوا بما أنزل إليك وما أنزل من قبلك يريدون أن يتحاكموا إلى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به ويريد الشيطان أن يضلهم ضلالاً بعيداً۔ (نساء۔۶۰)

کیا تو نے دیکھا، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اترا تیری طرف اور جو اترا تجھ سے پہلے، چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں شیطان کی طرف حالاں کہ حکم ہو چکا ہے ان کو کہ اس کو نہ مانیں اور چاہتا ہے شیطان کہ ان کو بہکا کر دور جاڈالے۔

وذا دعوا إلى الله ورسوله ليحكم بينهم إذا فريق منهم معرضون (نور۔۴۸)

اور جب ان کو بلایئے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان کا آپسی قضیہ چکادے تب ہی ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے لگتا ہے۔

غیر مسلم ممالک میں نظام قضاء کا قیام:

اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی اور باہمی نزاعات میں قانون الٰہی کو فیصل قرار دینے کا مطالبہ صرف ان مسلمانوں سے نہیں ہے جو مسلم اکثریتی ممالک میں آباد ہوں بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں سے خواہ وہ کسی بھی ملک اور خطۂ ارض میں رہتے ہوں خواہ وہ اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں، اس لئے ہر ملک کے مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنے نزاعات کا فیصلہ اور تصفیہ کرانے کے لئے نظام قضاء قائم کریں اور قاضی کے فیصلوں کو بسر وچشم تسلیم کریں، مسلمانوں کا جذبہ ایمانی اور قانون شریعت کا احترام وہ زبردست قوت ہے، جو مادی قوت سے محروم ہونے کے باوجود مسلم سماج اسلامی شریعت کے نفاذ کو یقینی بناتا ہے، سیدنا عمر فاروقؓ نے اہم ترین مکتوب میں سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کو تحریر فرمایا کہ قضاء محکم فریضہ اور قابل تقلید سنت ہے۔

مسلمانوں کی زندگی میں خاص کر ان کے معاشرتی مسائل میں بہت سے ایسے امور ہیں جن کا فیصلہ قاضی ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر حرمت مصاہرت کی صورت پیدا ہوجائے یا نکاح کے بعد رضاعت کا علم ہو اور ان دونوں صورتوں میں شوہر ازدواجی تعلقات ختم کرنے پر تیار نہ ہو یا عورت خیار بلوغ کا حق استعمال کرنا چاہے یا مفقود الخبر (لاپتہ) شخص کی بیوی اپنا نکاح ختم کرنا چاہے تو ان تمام شکلوں اور ان کے علاوہ کچھ دوسری شکلوں میں بھی اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں کہ قاضی کا فیصلہ حاصل کیا جائے ورنہ معاشرہ بدترین گناہوں کا گھر بن جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں قضاء کا قیام ایک ناگزیر ضرورت قرار پاتا ہے جس کے بغیر شریعت کا قیام ممکن نہیں اسی لئے ہر مسلم معاشرہ پر نظام قضاء کا قیام فرض اور ضروری ٹھہرا۔

دور حاضر میں مسلمانوں کی کم از کم ایک تہائی تعداد ان ملکوں میں آباد ہے جہاں زمام اقتدار دوسروں کے ہاتھ میں ہے اور مسلمان اقلیت کی حیثیت میں وہاں آباد ہیں ان میں سے بعض ممالک (مثلاً ہندوستان) کے مسلمانوں کی تعداد بہت سے مسلم اکثریتی ممالک کے مسلمانوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے، کیا مسلمانوں کی اتنی غیر معمولی تعداد کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ لوگ اسلام کے عدالتی نظام کی خوبیوں اور برکتوں سے محروم رہیں اور اپنے نزاعات کا تصفیہ کرنے کے لئے قضائے شرعی کا نظام قائم نہ کریں، جس شخص کی بھی کتاب وسنت، مقاصد شریعت اور فقہاء کی تصریحات پر نظر ہوگی وہ بلا تامل یہی جواب دے گا کہ اسلام کے نظام عدل سے محرومی اور نظام قضاء سے روگردانی کسی ملک کے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔

موجودہ حالات کا تقاضہ:

ہندوستان کے موجودہ حالات اس بات کا شدت سے تقاضا کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند اتحاد کلمہ کے بنیاد پر مسالک اور فرقوں سے اوپر اٹھ کے پورے ملکی پیمانے پر مضبوط شرعی تنظیم اور منضبط نظام قضاء، قوانین شرع کی روشنی میں جلد از جلد قائم کرلیں، پورے ملک میں دار القضاء کا جال بچھادیں تاکہ ہمارے جھگڑے (خصوصاً عائلی تنازعات) اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق فیصل ہوا کریں، ہمارے ستم رسیدہ مظلوم طبقات وافراد (خصوصاً عورتوں) کو آسانی کے ساتھ کم سے کم خرچ میں حق وانصاف مل سکے اور ہندوستان کے موجودہ حالات میں اسلام کے عائلی قوانین (مسلم پرسنل لا) کو جو
خطرات درپیش ہیں انھیں دفع کرنے میں ہمیں کامیابی مل سکے۔

دار القضاء عدالتوں کا معاون ہے:

نظام قضاء اس ملک کی ایک اہم ترین ضرورت ہے، ملک ہندوستان کی عدلیہ میں اس وقت تقریبا ساڑھے چار کروڑ مقدمات زیر غور ہیں، ۲۰۱۹ میں جب زیر التواء مقدمات کی تعداد ساڑھے تین کروڑ تھی تو سپریم کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج نے بیان دیا تھا کہ اگر آج سے عدالتوں میں کوئی نیا مقدمہ درج نہ کیا جائے بلکہ صرف زیر غور معاملات کو موجودہ سسٹم سے حل کیا جائے تو پنڈنگ مقدمات کو حل کرنے میں ساڑھے تین سو سال کی مدت درکار ہوگی، ہمارے ملک کی عدالتیں اس وقت مقدمات کے بوجھ سے پریشان ہیں بہت سے ججز نے ججوں کی تعداد بڑھانے کا مطالبہ کیا ہے، عدالتوں سے فیصلہ ملنے میں کتنی تاخیر ہوتی ہے اس کی خبریں برابر آتی رہتی ہیں، ایسی صورت حال میں اگر مسلمان اپنے اختلافات اور تنازعات دار القضاء سے حل کرلیں تو اس سے عدالتوں پر بڑھنے والے بوجھ میں کمی آئے گی، عدالتوں کا تعاون اور ملک عزیز کی بڑی خدمت ہوگی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆......☆......☆

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

ہر ہفتہ خطاب جمعہ حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر پر اپنا نام اور پتہ ارسال کریں

9834397200